# علم کی فضیلت اور علماء کی ذمہ داریاں

خطاب: شیخ عبدالرحمٰن سدیس (امام حرم مکی)
ترجمہ: مولانا عثمان اکبر

مسجد حرام کے امام شیخ عبدالرحمٰن سدیس کا نام محتاجِ تعارف نہیں، وہ اپنی خوش الحانی اور مسحور کن تلاوت کی وجہ سے پورے عالم اسلام میں مقبول ومشہور ہیں، گذشتہ سال مئی ۲۰۰۷ء کو وہ پاکستان تشریف لائے تھے۔ ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' نے ۳ جون ۲۰۰۷ء، بروز اتوار کو ان کے اعزاز میں اسلام آباد، پنجاب ہاؤس کے اندر ایک تقریب منعقد کی، جس میں ملک کے ممتاز علماء کرام نے بھی شرکت فرمائی، اس تقریب سے شیخ عبدالرحمٰن سدیس نے جو خطاب کیا پاکستان میں کسی بھی مجلس اور تقریب کے حوالے سے سب سے طویل خطاب تھا۔ ان کے عربی زبان کا یہ خطبہ ماہنامہ وفاق المدارس، شمارہ ۸، شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ میں شائع ہو چکا ہے، ذیل میں اس خطاب کا اردو ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے: (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جو عزت وعظمت اور اونچی شان والا ہے جس نے علم اور اہل علم کا رتبہ بلند کیا، یہاں تک کہ وہ عزت کے اعلیٰ مقام پر پہنچے۔ اے ہمارے رب! پاک ہے تیری ذات، تعریف کے مالک آپ ہی ہیں حتی کہ حمد کرنے والا ''حمد'' کے حاء، میم اور دال تک کا مالک نہیں۔

درود وسلامتی کا نذرانہ ہو، ملتِ اسلامیہ کے قائد اور مخلصوں کے سردار ہمارے نبی محمد بن عبداللہ کی بارگاہ میں جنہوں نے پیغامِ حق پہنچا کر زرِامانت ادا کی، قوم کو نیکی کی دعوت دی اور راہِ خدا میں بھرپور کوششیں کیں۔ نزولِ رحمت ہو آپ پر، آپ کی آل واصحاب اور آپ کے پیروکاروں پر، جب تک گردشِ ایام باقی ہے۔

زندگی میں انسان کو کتنے مبارک لمحوں سے واسطہ پڑتا ہے اور کس قدر بہترین مواقع ہاتھ لگتے رہتے ہیں، لیکن ان سب کے باوجود میرے لیے وہی بہترین لمحہ ہے، جو محبت، اخوت اور اہل علم واہل دعوت سے ملاقات کے دائرے میں ہو، جن کی مبارک محنتیں دین، ملت اور معاشرے کے لئے صَرف ہوتی رہتی ہوں، میں واقعی آج کا یہ لمحہ مبارک محسوس کر رہا ہوں۔

میرے محترم بھائیو! میں یہ نہیں کہتا کہ پاکستان میرے لئے دوسرا ملک ہے، بلکہ میں اسے پہلا ہی اپنا پیارا ملک سمجھتا ہوں، یہاں آکر مجھے نذرانۂ عقیدت اور اظہارِ خوشی کا جی چاہ رہا ہے۔ ہم اپنے اس برادر مسلم ملک اور یہاں کے باشندوں سے دلی محبت کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کے لئے دعاگو رہتے ہیں ۔

أنا في الحجاز وباكستان الهوى — وبذي الرقمتين في الفسطاط إخواني
وأينما ذكر اسم الله في بلد — عددت أرجائه من صلب أو طاني

رہتا ہوں میں حجاز و پیارے پاکستان میں — دونوں وادیوں کے خیمے میں ہم عناں ہیں
خطے میں جو پکارا کسی نے نام اللہ کا — گوشوں کو ملایا میں نے اپنا وطن بنا کر

اسلامی اخوت اور ایمانی محبت کی راہوں میں کوئی بند نہیں، یہی وجہ ہے کہ پاکستانی بھائیوں، حکومت، علماء اور عوام نے جن زبردست ایمانی جذبات سے ہمیں نوازا، یقیناً وہ ہمارے لئے قابل فخر ہیں۔

یہ مبارک چہرے، جو اسلام، مسلمان اور حرمین شریفین کی محبت سے پرنور ہیں، یہ وہ مناظر ہیں جنہیں ہم قابلِ فخر اور اللہ کی زمین پر نصرتِ دین کی علامت سمجھتے ہیں۔ البتہ مجھے اپنے دوستوں کے بعض جملوں سے ناگواری ہوئی ہے، جن تعریفی کلمات والقابات کا میں اہل نہیں، میں نہیں چاہتا کہ انہیں میری طرف منسوب کیا جائے، اور نہ میری ان کے آگے کوئی حیثیت ہے، جو اشعار وکلمات ابھی پیش کئے گئے، میں جانتا ہوں کہ وہ محبت کرنے والے کے دلوں کی صدا تھی، لیکن محبوب خود کو ان کلمات کا ہرگز اہل نہیں سمجھتا۔ درحقیقت یہ حرمین شریفین ہی سے محبت کا اظہار ہے، کسی فرد سے محبت نہیں، بندۂ فقیر تو خود اللہ کی رضا ومغفرت، اللہ کے رحم وکرم اور اس کی پردہ داری کا محتاج ہے، ہمیں اپنی ایک ایک بات پر نظر رکھنی چاہیے۔

جذبات کی رو میں بہہ کر کسی کو ایسے مقام ومرتبے تک نہ پہنچائیں، جو انبیاء واولیاء کے ساتھ خاص ہو۔ ذرا غور کریں، اگر اللہ رب العزت ہمیں پردہ داری، رحم وکرم اور مغفرت سے نہ نوازے، پھر تو ہماری کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ میں ہرگز کسی بھائی کو ملامت نہیں کرنا چاہ رہا (کیونکہ محبت تو عجیب کاریگریاں دکھاتی ہے) لیکن ایسی محبت کو علم، حکمت، اعتدال اور درستی کا لگام دینا چاہیے۔

بہرحال میں ان تمام تعریفی کلمات اور جذبات واحساسات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ان تعریفی کلمات سے میں بہت شرمندہ ہوا، اور اپنے اندر بڑی حد تک کمی محسوس کرنے پر مجبور ہوں۔ یہ معاملہ صرف یہیں کا نہیں، بلکہ خواہ پاکستانی بھائی ہوں یا کوئی بھی اسلامی ملک ہو، سب کی طرف سے یہ کیفیت سامنے رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں ان جیسے جذبات نے میری ذمہ داریوں میں اضافہ کردیا اور

مجھے مزید کاموں کا مکلف بنادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکت عطا فرمائے اور غلطیوں کی اصلاح فرمائے۔

پاکستان ایک پیارا ملک ہے، جو شروع سے ایمانی محبت وجذبے کی بنیاد پر ایک آزاد وخود مختار ملک کی حیثیت سے وجود میں آیا۔ ایک ایسی مملکت جس نے ہر دور میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کی خاطر اپنے افراد، اپنی قوت اور اپنے مال کی قربانی پیش کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب اسے مکمل اسلامی اور سیاسی اعتماد حاصل ہے۔ ایک اہم پہلو جس سے میرا دل، بلکہ علماء اور عام غیرت مند پاکستانی قوم بھی مطمئن ہیں کہ پاکستان کو خواہ کتنے ہی چیلنج اور مقابلوں کا سامنا کرنا پڑے، ان شاء اللہ پاکستان مضبوط سے مضبوط تر ہوگا اور یہ آندھیاں وطوفان اس ملک کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

محترم بھائیو! یہاں آج بھی ہمیں جس رشتے نے جمع کیا ہے وہ علم کا رشتہ ہے۔ ساتھ ہی پاکستان کے عظیم تعلیمی بورڈ ''وفاق المدارس العربیہ'' کے تحت اکٹھا ہونا بھی اس لئے اہمیت کا حامل بن جاتا ہے، کہ اس میں مجھے اربابِ علم وفضل اور خیر خواہانِ وطن سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے، تاکہ امت مسلمہ کی زندگی کے اس سنگین موڑ میں ہم باہم مل بیٹھ کر مسائل کا حل تلاش کریں۔

معزز علماء کرام! علم کا مرتبہ آپ حضرات سے مخفی نہیں، میں عام لوگوں سے مخاطب نہیں، بلکہ علم وفضل کے منتخب اور چنیدہ گروہ سے گفتگو کر رہا ہوں، یقیناً ان میں ایسے علماء بھی ہیں جو علم وفضل، علمی وثوق اور علمی مہارت میں اس گفتگو کرنے والے سے کئی گنا فوقیت رکھتے ہیں، لیکن میری باتیں دوستوں کے لئے محبت کی باتیں ہیں۔

محترم بھائیو! علم باعثِ فخر وکمال ہے، علم روشنی ہے، جب کہ علم کے مقابلے میں جہل عار اور رسوائی کا ذریعہ ہے۔ علم بے گانوں کا ٹھکانہ اور نفع کا سرچشمہ ہے، جاہل مرجائے تو ناپید نہیں اور اگر موجود ہو تو کالعدم ہے۔ اس سے بھی زیادہ بلیغ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ مبارک قول ہے، جس میں آپ نے عالم کی تشبیہ بدر کامل سے دی ہے، جو انسانیت کے لئے پوری فضا منور کر دیتا ہے۔ ایک متقی عالم کی مثال بلند ستارے اور چمکتے چاند کی ہے، جو قوم کی راہیں روشن کرتا ہے۔ وہ ایک نشانِ راہ کی مانند ہوتا ہے، لوگ اس کے ذریعے حق وباطل، حلال وحرام، سنت وبدعت، ہدایت وضلالت اور صحیح وغلط عقائد کے درمیان فرق کر کے رہنمائی پاتے ہیں۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ علماء کو چاہیے وہ اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ اللہ رب العزت نے علماء کو بلند مقام دے کر ان پر اپنا خاص کرم فرمایا ہے۔ علماء کی شان یہ ہے کہ وہ چراغِ نبوت سے مستفید ہوتے ہیں، نبوت کے حاملین دینار ودرہم چھوڑ کر نہیں گئے، انہوں نے تو علم کو میراث بنا کر چھوڑا۔ جو علم حاصل کرتا ہے، وہ بڑا حصہ پاتا ہے۔ حکومت اور عوام کی ذمہ داری بنتی

ہے کہ وہ علماء کی شان کا خیال رکھیں، ان کا احترام کریں، انہیں اونچا مقام دیں، انہیں یہ موقع دیں کہ وہ دین اور اس کی ضروریات کو بیان کریں، خصوصاً جدید مسائل میں انہیں آگے کریں۔

علماء سے دور رہنے والے درحقیقت شریعت سے دوری اختیار کر جاتے ہیں۔ اس لئے امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء کا گوشت زہر آلود ہے (یعنی ان کی غیبت کرنا نقصان دہ ہے)، علماء کی غیبت و مذمت کرنا درحقیقت ان کے علم و فضل اور مرتبے سے انکار ہے۔ ہمیں چاہیے ہم اپنے مسلمان بھائی، خصوصاً اہل علم کی ہتک آمیزی سے باز رہیں، اور اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واضح اور صحیح منہج کی پیروی کرتے ہوئے ہم ایک دوسرے کا احترام کریں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بعض شرعی مسائل میں اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کا احترام کرتے اور ایک دوسرے کا خیال رکھتے۔

آپ جانتے ہیں صحابۂ کرام کا سینکڑوں مسائل میں اختلاف تھا، عبادات میں، معاملات میں، فرائض میں اور ان کے علاوہ جو اُس وقت تک کے اہم مسائل تھے۔ صحابۂ کرام کے بعد ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا بھی بے شمار مسائل میں اختلاف رہا ہے، یہ حضرات دین کے بڑے اور امام شمار کئے جاتے ہیں، ان کا احترام، ان کی قدر و منزلت کی رعایت ہم پر لازم ہے۔ ہمیں چاہیے ہم ان حضرات کی ہتک آمیزی اور ان کو برا سمجھنے سے یکسر اجتناب کریں، یہ سب مجتہدین حضرات ہیں، ان میں سے ہر ایک نے سمندر سے چلو بھر پانی لینے والے کی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم اخذ کیا ہے۔ مجتہدین کا بلند رتبہ کسی کوتاہ علم، کم عقل اور ناتجربہ کار کے آگے ہرگز حقیر نہ ہونا چاہیے۔ حالانکہ خود یہی شخص علماء سے علم حاصل کرتا ہے اور پھر انہی کی پردہ دری میں مشغول ہو جاتا ہے! جب یہی ارتکاب ایک عالم سے دوسرے عالم کے لئے سرزد ہو جائے، تو اس کی سنگینی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے، ایک عالم کو چاہیے کہ وہ دوسرے عالم کی قدر و منزلت کا احترام کرتے ہوئے اس کے اجتہادی فیصلے کو قدر کی نگاہ سے دیکھے، اس کی رائے کو لغو قرار دینے سے یکسر اجتناب کرے، حق کسی ایک پر منحصر نہیں رہتا، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان کے ایک اختلافی مسئلے میں مطمئن فرمایا، آپ نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ عصر کی نماز بنی قریظہ پہنچ کر ادا کرے''، چنانچہ بعض صحابہ کرام نے وقتِ عصر ہو جانے کی وجہ سے راستے ہی میں نماز ادا کر لی اور بعض نے بنی قریظہ پہنچ کر ادا کی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں فریقوں کے اجتہاد کو سراہا، کسی ایک پر تنقید نہیں فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں شریک تھے، بعض ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعض کا روزہ نہیں تھا، روزے والا غیر روزہ دار کی مذمت نہیں کرتا اور غیر روزہ دار،

روزے والے کی مذمت نہیں کرتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ ایک مرتبہ امام احمد رحمہ اللہ کے پاس تشریف لائے (امام احمد رحمہ اللہ ایک ہی وقت میں امام شافعی رحمہ اللہ کے استاد بھی تھے اور شاگرد بھی) امام شافعی کی آمد پر بعض ساتھیوں اور متبعین کو شرارت سوجھی (جس طرح عام لوگوں کی عادت ہوتی ہے) امام شافعی رحمہ اللہ نے چند تعجب خیز اشعار میں جواب دیا، جن میں علماء کی آپس میں محبت اور احترام کا خوب ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

قالوا: يزورك أحمد وتزوره — قلت: الفضائل لا تغادر منزله

إن زارني فبفضله أو زرته فبفضله — فالفضل في الحالين له

لوگ کہتے ہیں کی ملاقات کی احمد نے تجھ سے اور تو نے ان سے — کہا میں نے باقی نہیں رکھتی رتبے کو خوبیاں

ہو ملاقات ان کی یا میری، پر نوازش ہے ان کی — اِدھر بھی نوازش ان کی، اُدھر بھی نوازش ان کی

اب یہ رویہ کہاں باقی رہا، کیوں ہماری مجلسوں میں کہا جانے لگا کہ فلاں شخص فلاں جماعت کا رکن ہے؟ اسلاف کی روش تو ہمیں علماء کو متحد رہنے اور ان کا احترام سکھاتی ہے، آج ہمیں پہلے سے کہیں زیادہ متحد ہونے اور قرآن وسنت کی تعلیمات کو مضبوطی سے تھامنے کی ضرورت ہے۔ اختلافات اور فرقہ بندی سے یکسر اجتناب ضروری ہے، ایسی چیزیں اہل علم کی شان کو ہرگز زیب نہیں دیتیں، علماء کو دامن بچا کر ہی رہنا چاہیے۔

علماء کی شان یہ ہے کہ وہ حق اور فریضے کے دائرے میں گھرے رہتے ہیں۔ حق بھی عظیم ہے، فریضہ بھی اہم ہے۔ علماء کے کندھوں پر لادی گئی ذمہ داری اس قدر بوجھل کہ پہاڑوں تک کو جھکا دے۔ ہمدردانِ وطن علماء! جب نمک ہی سڑ جائے تو نمک حلالی کہاں باقی رہتی ہے؟ علماء کو پہلے پہل ہی اللہ کے لئے مخلص ہو جانا چاہیے، ﴿إنّما يخشى الله من عِبادِه العلماء﴾ (اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں، جن کو سمجھ ہے) اپنے علم اور اپنی دعوت میں سچائی وصداقت کا ثبوت دیں۔ دوسروں کے لئے ہر میدان اور ہر عمل میں بہترین نمونہ ہونا چاہیے۔ عالم کے ہر قول وفعل پر لوگوں کی نظر ہوتی ہے۔

وغير تقي يأمر الناس بالتقى — طبيب يداوي الناس وهو سقيم

يا أيها الرجل المعلم غيره — فهلا بنفسك قادك التعليم

تصف الدواء للسقام و الضّنى — كي ما يصح به وأنت سقيم

ابدء بنفسك فانهَ عن غيّها — فإن انتهت عنه فأنتَ حكيم

هناك يسمع ما تقول يكتفى — بالعلم منك وينفع التعليم

لاتنه عن خلق وتأتي مثله — عار عليك إذا فعلت عظيم

غیر متقی آدمی لوگوں کو تقویٰ سکھاتا ہے — مثل اس معالج کے جو خود مبتلائے مرض ہے
اے دوسروں کو تعلیم دینے والے — تعلیم نے تیرے نفس کی راہنمائی کیوں نہیں کی
تو بیماروں کے لئے دوا تجویز کرتا ہے — تاکہ بیمار صحت یاب ہو اور خود تو بیمار ہے
پہل کر اپنے نفس سے اور گمراہی سے بچا — اگر نفس باز آگیا تو تو حکیم ہے
لوگ تیری ہر بات سنتے ہیں — اگر تیری تعلیم نفع دے تو علم آپ کا کافی ہے
نہ روک کسی کو اس کام سے جو تیری عادت ہو — عادت جب سرزد ہوگی، تو بڑی شرمندگی ہوگی

اس سے زیادہ واضح پیغام اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿أتأمرون النّاس بالبرّ، وتنسون أنفسكم وأنتم تتلون الكتاب، أفلا تعقلون﴾ (ترجمہ: تم حکم کرتے ہو، لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے اپنے آپ کو؟ جب کہ تم پڑھتے ہو کتاب کو، پھر کیا تم نہیں سمجھتے؟)

محترم علماء کرام! تاریخ میں غور وفکر کرنے والا ہر شخص کو الحمدللہ ہر زمانے میں علماء نظر آئیں گے، کوئی زمان ومکان ایسا نہیں، جہاں کوئی مردِ حق، اللہ اور اس کے دین کے دفاع کی خاطر سینہ سپر نہ ہوا ہو۔ اس لئے جن حضرات سے، میں نے امت مسلمہ پر گزرنے والے چیلنجوں کی خاطر جس جذبۂ تعلق کا مطالبہ کیا ہے، وہ جذبہ اپنی جگہ اہم ہے، لیکن میں انہیں خوش خبری دے کر یہ اطمینان دلانا چاہتا ہوں کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ قرآن وسنت کی تعلیم اور اسلامی علوم مسلمانوں کے دلوں سے نکال دے گا، تو یہ کسی طور ممکن نہیں، کیونکہ یہ فطری علوم ہیں، لوگ ان علوم سے پانی، ہوا اور غذا کی طرح مستفید ہوتے ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر کہ پانی، ہوا اور غذا تو صرف جسمانی اور مادی اشیاء کی خاطر استعمال میں لائے جاتے ہیں، جب کہ شرعی اور قرآن وسنت کے علوم دین ودنیا اور آخرت سنوارنے کی خاطر ہیں۔ اس لئے ہمیں ہر وقت اپنے آپ کو غم وغصے سے گھلانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ فطری علوم بہر حال قائم رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے اور کون سی بات زیادہ واضح ہوسکتی ہے: ﴿وَدُّوا ما عنتُم﴾ (ان کی خوشی ہے تم جس قدر تکلیف پاؤ)، ﴿ولا یزالون یقاتِلونکم حتی یَرُدُّوکُم عن دِینکم﴾ (اور وہ تو لگے ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو، یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے)۔

یہ اقدامات اور آزمائشیں کوئی نئی چیز نہیں، یہ تو راہِ ہدایت کا حصہ ہیں اور حق و باطل کا جاری معرکہ ہے۔ اس لئے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ ان آزمائشوں کے لئے ہر وقت آمادہ رہے اور ان کے لئے بہترین اور مناسب تدابیر اختیار کرے، تاکہ عین آزمائش کے موقع پر ثابت قدم رہے۔ اس میدان میں اترنے کے لئے پہلی شرط یہ ہے

کہ علماء یک جان ہو کر حق پر ڈٹ جائیں۔ الحمدللہ دینی مدارس کے عظیم اتحاد کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی، لوگوں کو شرعی علوم اور دینی تعلیم سے روشناس کرانے میں ان مدارس کا عظیم کردار ہے۔ ماشاءاللہ، اللہ کے فضل و کرم سے ان سترہ ہزار مدارس کے اندر بیس لاکھ سے زائد طلبہ و طالبات دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ہمیں چاہیے ہم اس نعمت کو یاد رکھیں اور اس پر شکر ادا کرتے رہیں۔

محترم بھائیو! عالم کے لئے اللہ کے بھروسے کے علاوہ پشت پناہی کرنے والے کی ضرورت ہے، جو اس کی مدد کرتا رہے اور اس کے لئے آسان راہیں تجویز کرے۔ علماء کا فرض بنتا ہے کہ وہ پاکستان کے اسلامی تشخص کو برقرار رکھیں، اور لوگوں کو اسلامی علوم اور قرآن و سنت کی طرف راغب کریں۔ ہم مسلمانوں کا منہج تو سراسر خیر ہی پر مشتمل ہے۔ اگر کسی کا خیال ہو کہ وہ اسلامی علوم کو مٹا کر غیر اسلامی علوم ہم پر مسلط کر دے گا تو اسے اس اقدام سے پہلے آج کی محفل کی طرح کسی محفل میں مسلمانوں کے ایمان بھرے جذبات دیکھ لینے چاہئیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس طرح کی سازشیں کامیاب ہو بھی سکتی ہیں، لیکن مجھے امید ہے کہ مسلمان حکمران اور عوام ان سازشوں کو ناکام بنانے میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہیں گے۔

علماء کو چاہیے کہ وہ عوام میں مل جل کر رہیں، اور عوام سے حکمت کے ساتھ پیش آئیں، کیونکہ ہمارے ذمہ تو صرف حق کا پیغام پہنچانا ہے اور ہم سے ہماری استطاعت کے مطابق مطالبہ کیا گیا ہے، مسلمانوں اور خصوصاً علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو دین کی طرف راغب کریں اور حکمت اور نرمی سے لوگوں تک حق کی دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف دعوت دینے کے لئے بھیجا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نرمی سے پیغام پہنچانے کا حکم فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم ملا کہ آپ حکمت اور موعظۂ حسنہ سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں۔

علماء کو چاہیے کہ وہ اپنے ہر کام میں اعتدال اور میانہ روی کا مظاہرہ کریں اور لوگوں کو اپنا مؤقف واضح کر کے بتائیں کہ شدت پسندی اور بدامنی پھیلانا اسلامی تعلیمات کے بالکل منافی ہے، دوسروں کو بھی اعتدال کی راہ پر چلائیں، پھر دیکھئے امت کی ڈگمگاتی کشتی خطرات کی موجوں کو چیرتی ہوئی امن اور سلامتی کے ساحل کی طرف کیسے رواں دواں ہوتی ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم دین کی خدمت احسن طریقے سے نبھائیں۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں وفاق المدارس کا یہ بورڈ عظیم کردار ادا کر سکتا ہے۔

آپ حضرات نے مجھے اپنے اخلاق سے اس قدر متاثر کر دیا، میرا جی چاہتا ہے کہ ایک ہی وقت میں میرا تعلق سعودیہ اور پاکستان دونوں سے برقرار رہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ہمارا یہ رابطہ اور تعاون اللہ کی خوشنودی

کے لئے ہمیشہ جاری رہے گا۔ آپ حضرات نے میرے لئے جن والہانہ جذبات کا اظہار کیا ہے، انشاء اللہ میں ان جذبات کو سعودی علماء اور منتظمین سے جا کر بیان کروں گا اور ان سے درخواست کروں گا کہ تم پر پاکستانی بھائیوں سے ملاقات کا بھی حق ہے، پاکستان جا کر ان سے ملیں اور ان سے رابطہ قائم کریں۔ انشاء اللہ ان روابط اور ملاقاتوں سے جہاں ایک طرف اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ ہوگا، وہیں دوسری طرف اعداءِ اسلام اور اعداء مسلمین اور پاک سعودیہ دشمنوں کے لئے باعثِ غیظ وغضب بھی ہوگا۔

یہاں کے منتظمین کو میں نے چند تجاویز پیش کیں، جن میں میں نے ان سے کہا کہ یہاں ایسی کانفرنسوں کا انعقاد ضروری ہے جو تمام علماء شریعت اور عالم اسلام کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کردے، تاکہ اسلام اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ پھر سے بحال ہو، اور اسی متحدہ پلیٹ فارم سے امت مسلمہ کے خلاف آئے روز سازشوں کا مقابلہ کر کے دنیا کو اپنا واضح مؤقف پیش کرسکیں۔

پاکستان ہمارے لئے پیارا ملک ہے، ہم اس کی دل وجان سے محبت کرتے ہیں، یہاں کی عوام سعودی علماء اور حرمین شریفین سے محبت کرنے والے ہیں، ہم ان حضرات سے محبت کرتے ہیں اور ان کے جذبات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ان شاء اللہ ہماری ان ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہے گا، خواہ پاکستان میں ہو یا مکہ مکرمہ میں۔ میں اپنے پاکستانی بھائیوں کی خاطر کسی بھی خدمت کے لئے تیار ہوں، ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی دینی وشرعی ضروریات کو پورا کریں، ہم ایسی خدمات کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کی خاطر ہماری جانیں، ہمارا مال، ہمارا وقت سب کچھ حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خیر وبھلائی کی توفیق عطا فرمائے۔

ساتھ ہی ہمیں چاہیے کہ ہم جس زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اس زمانے کی زبان اور اس کی ٹیکنالوجی سے واقف ہوں۔ اسلام عصری علوم کے حصول سے ہرگز نہیں روکتا۔ بشرطیکہ شرعی علوم کو نقصان نہ پہنچے اور عصری علوم کا مقصد اسلام کی خدمت ہو۔

آج ہمیں جدید ٹیکنالوجی کے ہر میدان میں مسلمانوں کی ضرورت ہے۔ ہمارا ڈاکٹر مسلم ہو، ہمارا انجینئر مسلم ہو، ہمارا سائنس دان مسلم ہو، ہمارا میڈیا مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہو۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک اسلامی سرحدات کا رکھوالا بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آپ حضرات کا بہت بہت شکریہ۔

السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاته

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

☆☆......☆☆